سوال

(84) نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہوکر یا بیٹھ کر دعا کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے ہمارے علاقے میں بریلوی حضرات نماز جنازہ کے بعد بیٹھ کر دعا مانگتے ہیں اور اس پر دلیل یہ دیتے ہیں کہ سنن ابوداؤد میں حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (اذا صلیتم علی المیت فاخلصوالہ الدعا) جب تم میت پر نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کیلئے خالص دعا کرو'' اور مفتی احمد یار خان نے جاء الحق ۲۷٤ پر لکھا ہے کہ ف سے معلوم ہوتا ہے کہ فوراً دعا کی جائے اور اس میں صلیتم شرط ہے اور فاخلصوا جزا ہے اور شرط اور جزا میں تغایر چاہئے نہ کہ جزاء شرط میں داخل ہو۔ پھر صلیتم ماضی ہے اور فاخلصوا امر ہے۔ لہٰذا نماز پڑھ چکنے کے بعد ہی دعا ہوگی۔ اس کی وضاحت بالتفصیل فرمائیں۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نماز جنازہ ادا کرنے کا جو طریقہ کتب احادیث میں وارد ہے اس میں میت کیلئے دعا کرنے کے دو مواقع کا ذکر ہے ایک دعا نماز جنازہ کے اندر اور دوسری دعا قبر میں میت کو دفن کرنے کے بعد۔ نماز جنازہ کے بعد وہیں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دعا کرنے کا جو رواج بریلویوں یا دیوبندیوں میں پایا جاتا ہے ہے اس کا ثبوت نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور نہ ہی صحابہ کرام اور تابعین عظام سے ہے۔ قرآن مجید سے اشارۃ میت کیلئے دعا کے دو مواقع معلوم ہوتے ہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کا نماز جنازہ ادا کیا اور اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ:

وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ... ٨٤ ...التوبۃ

''اے پیغمبر ان میں سے کوئی مر جائے تو اس کی نماز جنازہ کبھی ادا نہ کرنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا''

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ خیر القرون میں نماز جنازہ ادا کرنے اور دفن کرنے کے بعد قبر پر دعا کرنے کا طریقہ ضرور موجود تھا اور ان سے اللہ تعالیٰ نے منافقین کے حق میں آیت کے اندر صریحاً ممانعت کر دی۔

اگر کسی تیسری دعا کا وجود ہوتا تو اللہ تعالیٰ اسے ضرور روک دیتا نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے سے تو فقہائے احناف نے بھی منع کیا ہے۔ جیسا کہ (۱۱) کشف الرمز علی الکنز ۱۳۱ پر سید الحموی رقم طراز ہیں:

"لا یقوم بالدعاء بعد صلوۃ الجنازۃ لأنہ یشبہ الزیادۃ فی صلوۃ الجنازۃ"

''نمازجنازہ کے بعد دُعا کو قائم نہ کرو اس لئے کہ یہ نمازجنازمیں زیادتی کے مشابہ ہے''

۲۲) حاشیہ جواہر النفیس ص۷۷، پر مرقوم ہے :

"لا یدعوا بعد التسلیم أی ولا یقوم الإمام بالدعاء بعد صلوة الجنازة وعلیہ الفتوی کذا فی مجموعة الفتاوی "

''سلام کے بعد دعا نہ مانگنے یعنی امام نمازجنازہ کے بعد دعا کا قیام عمل میں نہ لائے۔ علمائے احناف کا اس پر فتویٰ ہے جیسا کہ مجموعۃ الفتاوی میں موجود ہے''۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ سابقہ حنفی علماء بھی اس دعا کو نا جائز اور مکروہ سمجھتے تھے۔ سوال میں مذکور حدیث کا جو ترجمہ پیش کیا گیا۔ ساری خرابی اسی ترجمہ میں ہے۔

اس حدیث کا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ :

جب تم نمازجنازہ پڑھو تو اس کیلئے خالص دعا کرو۔۔۔۔۔۔۔۔ نہ کہ جب تم نمازجنازہ پڑھ لو تو اسکے لئے خالص دعا کرو۔ یہ ترجمہ تو حدیث کی روح کے خلاف ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ جب میت پر نمازجنازہ ادا کی جائے تو نہایت ہی اخلاص کے ساتھ میت کیلئے دعا مانگنی چاہئے۔ یہ مطلب ہر گز نہیں کہ جنازہ تو بغیر اخلاص کے ساتھ پڑھ لو اور بعد میں اخلاص کے ساتھ دعا کر لو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے یہ اخلاص ثابت کیا ہے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں آتا ہے کہ ایک جنازہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا : (اللھم اغفرلہ وارحمہ) الخ۔ اس رقت آمیز لہجہ میں کی کہ پیچھے کھڑے ہونے والے صحابہ کرام میں سے حضرت عوف بن مالک کہتے کہ فتمنیت ان اکون ھذاالمیت میں نے تمنا کی کہ یہ میری میت ہوتی اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس پر یہ دعا کرتے۔

اسی طرح ایک صحابی سے نمازجنازہ ادا کرنے کا جو طریقہ کتاب الام ۲۳۹/ ۱، السنن الکبری ۴/۱۳۹، المنتقی لابن جارود ۲۶۵ میں موجود ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ :

نمازجنازہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پھر پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے پھر (دوسری تکبیر کے بعد) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر (تیسری تکبیر کے بعد) و یخلص الدعا للجناۃ جنازہ کیلئے خالص دعا کرے پھر آہستہ سلام پھی ردے۔

اس حدیث میں ویخلص الدعا للجنازۃ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دعا نمازجنازہ کے اندر ہے نہ کہ فوراً وہاں بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر دعا مانگی جائے اور نہ محدثین نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے ان میں سے امام ابن ماجہ نے اس حدیث پر یوں باب باندھا ہے کہ :

باب ماجاء فی الدعا فی صلوۃ الجنازۃ (سنن ابن ماجہ ۴۸۰/ ۱)

اسی طرح امام بیہقی نے بھی السنن الکبری ۴/ ۲ پر یوں ہی تبویب کی ہے۔

مفتی احمد یار خان نے جاء الحق ف اور شرط و جزا کے متعلق جو تحریر کیا ہے وہ سراسر باطل ہے کیونکہ ف میں جس طرح تاخیر و تعقیب زمانی ہوتی ہے ایسے ہی مرتبی بھی ہوتی ہے اور شرط و جزا میں جو تغایر کا ذکر ہے وہ مسلم ہے مگر یہ تغایر مختلف مقامات پر مختلف ہوتا ہے۔ کبھی یہ تغایر دو الگ الگ ذاتوں کا ہوتا ہے جیسا کہ (اذا طعمتم فانتشروا) میں کھانا ایک الگ حقیقت ہے اور انتشار ایک الگ حقیقت ہے۔ کبھی یہ تغایر اطلاق و تقیید کا ہوتا ہے جیسا کہ اذا سألتموھن متاعا فاسئلوھن من وراء حجاب میں پہلا سوال جو جملہ شریطہ میں مذکور ہے، مطلق اور جزاء میں جو سوال ہے وہ وراء حجاب سے مقید ہے۔ کبھی یہ تغایر جزو کل کا ہوتا ہے جیسا : (واذا قرأت القرآن فاستعذ باللہ) میں قرأت قرآن کل ہے اعوذ باللہ اسمیں کل کا جزو ہے۔ ایسے ہی اذا صلیتم علی المیت فاخلصوالہ الدعا میں نمازجنازہ ادا کرنا کل ہے اور دعا اس کل کا جزو ہے جو نمازجنازہ کے اندر ہی ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کی تفہیم کیلئے درج ذیل امثلہ پر غور کریں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (واذا قرء القران فاستمعوالہ وانتصوا) اور جب قرآن مجید پڑھا جائے تو اسے غور سے سنو اور چپ ہو جائے۔ اس آیت میں (قرء) فعل ماضی ہے اور شرط ہے (فاستمعوا) امر ہے۔ اور یہ جزا ہے اس پر ف بھی داخل ہے تو مفتی صاحب کے مفروضہ کے مطابق اس کا ترجمہ یوں ہو گا کہ جب قرآن مجید پڑھ لیا جائے تو

تم غور سے سنواور چپ رہو یعنی تلاوت پہلے ہو جائے اور سنا اسے بعد میں جائے ۔ اسی طرح (واذا قرت القران فاستعذ باللہ من الشیطین الرجیم) (میں مذکورہ بالا تمام باتیں موجود ہیں) اس کا ترجمہ یوں مناسب ہوگا : ''جب تم قرآن مجید پڑھ لو تو (اعوذ باللہ من الشیطین الرجیم) پڑھو ۔ یعنی قرأت قرآن پہلے اور اعوذ باللہ بعد میں پڑھی جائے ۔ اسی طرح ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ : (واذا لبستم فابدا وابمیا منکم)جب تم لباس پہنو تو دائیں جانب سے شروع کرو اس قسم کی قرآن مجید میں اور احادیث میں بے شمار امثلہ موجود ہیں جن سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے ۔

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

آپ کے مسائل اور ان کا حل

ج1

محدث فتویٰ